وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا

اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اللہ اسکے ہر کام میں آسانی کر دے گا۔

تفسیر ابن کثیر

علامہ عماالدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جوناگڑھی

الطلاق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

طلاق کی عدت اور مسائل:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاء فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ ...

اے نبی (اپنی امت سے کہو کہ) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو تو انکی عدت میں انہیں طلاق دو اور عدت کا حساب رکھو۔

اولاً تو نبیؐ سے شرافت و کرامت کے طور پر خطاب کیا گیا پھر طبعاً آپؐ کی امت سے خطاب کیا گیا اور طلاق کے مسئلے کو سمجھایا گیا۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہؐ نے حضرت حفصہؓ کو طلاق دے دی وہ اپنے میکے آ گئیں اس پر یہ آیت اتری اور آپ سے فرمایا گیا کہ ان سے رجوع کر لو وہ بہت زیادہ روزہ رکھنے والی اور بہت زیادہ نماز پڑھنے والی ہیں اور وہ یہاں بھی آپ کی بیوی ہیں اور جنت میں بھی آپ کی ازواج میں داخل ہیں۔

یہی روایت مرسلاً ابن جریر میں مروی ہے۔

اور سندوں سے بھی آئی ہے کہ رسول اللہؐ نے حضرت حفصہؓ کو طلاق دی پھر رجوع کر لیا۔

صحیح بخاری میں ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی صاحبہ کو حیض کی حالت میں طلاق دی' حضرت عمرؓ نے یہ واقع آنحضورؐ سے بیان کیا' آپؐ ناراض ہوئے اور فرمایا:

لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ فَتَطْهُرَ، فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا، فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا،

اسے چاہیئے کہ رجوع کر لے پھر حیض سے پاک ہونے تک روکے رکھے پھر دوسرا حیض آئے اور اس سے نہا لیں پھر اگر جی چاہے طلاق دیں یعنی اس پاکیزگی کی حالت میں بات چیت کرنے سے پہلے۔

فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ بِهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَ

یہی وہ عدت ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

یہ حدیث اور بھی بہت سی کتابوں میں بہت سی سندوں کے ساتھ مذکور ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ایمنؒ نے جو عزہ کے مولیٰ ہیں حضرت ابوالزبیرؒ کے سنتے ہوئے حضرت ابن عمرؓ سے سوال کیا کہ اس شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی' تو آپ نے فرمایا سنو ابن عمر نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں رسول اللہؐ کی زندگی میں طلاق دی تو حضورؐ نے حکم دیا کہ اسے لوٹا لے چنانچہ ابن عمر نے رجوع کر لیا اور یہ بھی حضورؐ نے فرمایا تھا کہ اسکے پاک ہو جانے کے بعد اسے اختیار ہے خواہ طلاق دے خواہ بسا لے' اور آنحضرتؐ نے اس آیت کی تلاوت کی: مسلم

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاء فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ

دوسری روایت میں **فطلقوهن لعدتهن** یعنی طہر کی حالت میں جماع سے پہلے۔

بہت سے بزرگوں نے یہی فرمایا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یعنی حالت حیض میں طلاق نہ دو اور نہ طہر میں طلاق دو جس میں جماع ہو چکا ہو بلکہ اس وقت تک چھوڑ دو جب حیض آ جائے پھر اس سے نہا لے تب ایک طلاق دے۔

حضرت عکرمہؓ فرماتے ہیں عدت سے مراد طہر ہے۔ قرء سے مراد حیض ہے یا حمل کی حالت میں جب حمل ظاہر ہو۔

جس طہر میں مجامعت کر چکا ہے اس میں طلاق نہ دے نہ معلوم حاملہ ہے یا نہیں۔ یہیں سے باسمجھ علماء نے احکام طلاق لیے ہیں اور طلاق کی دو قسمیں کی ہیں

. طلاق سنت

. طلاق بدعت

طلاق سنت تو یہ ہے کہ طہر کی یعنی پاکیزگی کی حالت میں جماع کرنے سے پہلے طلاق دے دے یا حالت حمل میں طلاق دے' اور بدعی طلاق یہ ہے کہ حالت حیض میں طلاق دے یا طہر میں دے' لیکن مجامعت کر چکا ہے اور معلوم نہ ہو کہ حمل ہے یا نہیں؟

طلاق کی تیسری قسم بھی ہے جو نہ طلاق سنت ہے نہ طلاق بدعت اور وہ نابالغہ کی طلاق ہے اور اس عورت کی جسے حیض کے آنے سے ناامیدی ہو چکی ہو اور اس عورت کی جس سے دخول نہ ہوا ہو' ان سب کے احکام اور تفصیلی بحث کی جگہ کتب فروع ہیں نہ کہ تفسیر' واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

عدت کی حفاظت:

... وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ ...

...وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ ...

اور اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرتے رہو۔

فرمان ہے کہ عدت کی حفاظت کرو اسکی ابتدا اور انتہا کی دیکھ بھال رکھو ایسا نہ ہو کہ عدت کی لمبائی عورت کو دوسرا خاوند کرنے سے روک دے اور اس بارے میں اپنے معبود حقیقی پروردگار عالم سے ڈرتے رہو۔

...لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِن بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَن يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ...

نہ تم انہیں انکے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود نکلیں ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کھلی برائی کر بیٹھیں۔

عدت کے زمانے میں مطلقہ عورت کی رہائش کا مکان خاوند کے ذمہ ہے وہ اسے نکال نہ دے اور نہ خود اسے نکلنا جائز ہے کیونکہ وہ اپنے خاوند کے حق میں رکی ہوئی ہے۔

فاحشة مبينة زنا کو بھی شامل ہے اور اسے بھی کہ عورت اپنے خاوند کو تنگ کرے اسکا خلاف کرے اور ایذا پہنچائے یا بدزبانی و کج خلقی شروع کر دے اور اپنے کاموں سے اور اپنی زبان سے سسرال والوں کو تکلیف پہنچائے تو ان صورتوں میں بے شک خاوند کو جائز ہے کہ اسے اپنے گھر سے نکال باہر کرے۔

...وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ...

یہ ہیں اللہ کی مقرر کردہ حدیں'

...وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ...

جو شخص اللہ کی حدوں سے آگے بڑھ جائے اس نے یقیناً اپنا ہی برا کیا'

... لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا (١)

کوئی نہیں جانتا شاید اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی نئی بات پیدا کر دے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں' اسکی شریعت اور اسکے بتلائے ہوئے احکام ہیں' جو شخص ان پر عمل نہ کرے انہیں بے حرمتی کے ساتھ توڑ دے ان سے آگے بڑھ جائے وہ اپنا ہی برا کرنے والا اور اپنی ہی جان پر ظلم ڈھانے والا ہے۔ شاید کہ اللہ کوئی نئی بات پیدا کر دے۔ اللہ کے ارادوں کو اور ہونے والی باتوں کو کوئی نہیں جان سکتا۔

عدت کا زمانہ مطلقہ عورت خاوند کے گھر گزارنے کا حکم دینا اس مصلحت سے ہے کہ ممکن ہے اس عدت میں اسکے خاوند کے خیالات بدل جائیں' طلاق دینے پر نادم ہو اور دل میں لوٹا لینے کا خیال پیدا ہو جائے اور پھر رجوع کر کے دونوں میاں بیوی امن و امان سے گزارا کرنے لگیں۔

نیا کام پیدا کرنے سے مراد بھی رجعت ہے۔ اسی بناء پر بعض سلف اور انکے تابعین مثلاً حضرت امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ کا مذہب ہے کہ **مبتوتہ** یعنی وہ عورت جس کی طلاق کے بعد خاوند کو رجعت کا حق باقی نہ رہا ہو اس کے لیے عدت گزارنے کے زمانے تک مکان کا دینا خاوند کے ذمہ نہیں۔

اسی طرح جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اسے بھی رہائشی مکان عدت تک کے لیے دینا اسکے وارثوں پر نہیں۔

انکی اعتمادی دلیل حضرت فاطمہ بنت قیس فہریہؓ والی حدیث ہے کہ جب انکے خاوند حضرت ابوعمر بن حفصؓ نے ان کو تیسری آخری طلاق دے دی اور وہ اس وقت یہاں موجود نہ تھے بلکہ یمن میں تھے اور وہیں سے طلاق دی تھی تو انکے وکیل نے انکے پاس تھوڑے سے جو بھیج دیئے تھے کہ یہ تمہاری خوراک ہے۔ یہ بہت ناراض ہوئیں اس نے کہا بگڑتی کیوں ہو؟ تمہارا نفقہ کھانا پینا ہمارے ذمہ نہیں۔ یہ رسول اللہؐ کے پاس آئیں آپؐ نے فرمایا:

لَيْسَ لَكِ عَلَيْهِ نَفَقَة

ٹھیک ہے تیرا نفقہ اس پر نہیں۔

مسلم میں ہے:

وَلَا سُكْنَى

نہ تیرے رہنے سہنے کا گھر۔

اور ان سے فرمایا تم ام شریک کے گھر اپنی عدت گزارو۔

پھر فرمایا:

تِلْكَ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا أَصْحَابِي، اعْتَدِّي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى تَضَعِينَ ثِيَابَكِ

یہ عورت ہیں' وہاں تو میرے اکثر صحابہ جایا آیا کرتے ہیں تم عبداللہ بن ام مکتوم کے ہاں اپنی عدت کا زمانہ گزارو۔ وہ ایک نابینہ آدمی ہیں تم وہاں آرام سے اپنے کپڑے بھی رکھ سکتی ہو....

مسند احمد میں ہے:

انکے خاوند کو حضورؐ نے کسی جہاد پر بھیجا تھا' انہوں نے وہیں سے انہیں طلاق بھیج دی۔ انکے بھائی نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر سے چلے جاؤ۔ انہوں نے کہا نہیں جب تک عدت ختم نہ ہو جائے میرا رہنا سہنا اور کھانا پینا میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ اس نے انکار کیا۔ آخر حضورؐ کے پاس یہ معاملہ پہنچا۔ جب آپؐ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ آخری تیسری طلاق ہے تب آپ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا:

انْظُرِي يَا بِنْتَ آلِ قَيْسٍ إِنَّمَا النَّفَقَةُ وَالسُّكْنَى لِلْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا، مَا كَانَتْ لَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ فَلَا نَفَقَةَ وَلَا سُكْنَى،اخْرُجِي فَانْزِلِي عَلَى فُلَانَةَ

نان نفقہ گھر بار خاوند کے ذمہ اس صورت میں ہے کہ اسے حق رجعت حاصل ہو جب یہ نہیں تو وہ بھی نہیں تم یہاں سے چلی جاؤ اور فلاں عورت کے گھر اپنی عدت گزرو۔

پھر فرمایا:

إِنَّهُ يُتَحَدَّثُ إِلَيْهَا، انْزِلِي عَلَى ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ أَعْمَى لَا يَرَاكِ

وہاں تو صحابہ کی آمد و رفت ہے تم ابن ام مکتوم کے گھر عدت کا زمانہ گزارو وہ نابینا ہیں تمہیں دیکھ نہیں سکتے.....

طبرانی میں ہے یہ حضرت فاطمہ بنت قیس ضحاک بن قیس قرشیؓ کی بہن تھیں انکے خاوند مخزومی قبیلے کے تھے۔ طلاق کی خبر کے بعد انکے نفقہ طلب کرنے پر انکے خاوند کے اولیاء نے کہا تھا نہ تو تمہارے میاں نے کچھ بھیجا ہے نہ ہمیں دینے کو کہا ہے۔

اور حضورؐ کے فرمان میں یہ بھی مروی ہے:

إِنَّمَا السُّكْنَى وَالنَّفَقَةُ لِلْمَرْأَةِ إِذَا كَانَ لِزَوْجِهَا عَلَيْهَا رَجْعَةٌ، فَإِذَا كَانَتْ لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ:فَلَا نَفَقَةَ لَهَا وَلَا سُكْنَى

جب عورت کو وہ طلاق مل جائے جس کے بعد وہ اپنے اگلے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے جب تک دوسرے سے نکاح اور پھر چھوٹ چھٹاؤ نہ ہو جائے تو اس صورت میں عدت کا نان نفقہ اور رہنے کا مکان اسکے خاوند کے ذمہ نہیں۔

عدت کے مسائل:

فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ...

پس جب یہ عورتیں اپنی عدت پوری کرنے کے قریب پہنچ جائیں تو انہیں یا تو قاعدہ کے مطابق اپنے نکاح میں رہنے دو یا دستور کے مطابق انہیں الگ کر دو

ارشاد فرمایا کہ عدت والی عورتوں کی عدت جب پوری ہونے کے قریب پہنچ جائے تو انکے خاوندوں کو چاہیے کہ دو باتوں میں سے ایک کر لیں یا تو انہیں بھلائی اور سلوک کے ساتھ اپنے ہی نکاح میں روک رکھیں یعنی طلاق جو دی تھی اس سے رجوع کر کے باقاعدہ اسکے ساتھ بود و باش رکھیں یا انہیں اور طلاق دے دیں لیکن برا کہے بغیر گالی گلوچ دیئے بغیر سرزنش اور ڈانٹ ڈپٹ بغیر بھلائی' اچھائی اور خوبصورتی کے ساتھ۔

یہ یاد رہے کہ رجعت کا اختیار اس وقت ہے جب ایک طلاق ہوئی ہو یا دو ہوئی ہوں۔

...وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ...

اور آپس میں سے دو عادل شخصوں کو گواہ کر لو اور اللہ کی رضا مندی کے لیے ٹھیک ٹھیک گواہی دو۔

ارشاد فرمایا اگر رجعت کا ارادہ ہو اور رجعت کر و یعنی لوٹا لو تو اس پر دو عادل مسلمان گواہ کر لو۔

ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت عمران بن حصینؓ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے پھر اس سے جماع کرتا ہے نہ طلاق پر گواہ رکھتا ہے نہ رجعت پر' تو آپ نے فرمایا اس نے خلاف سنت طلاق دی اور خلاف سنت رجوع کیا' طلاق پر بھی گواہ رکھنا چاہئیے اور رجعت پر بھی' اب دوبارہ ایسا نہ کرنا۔

حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں:

نکاح' طلاق رجعت بغیر دو عادل گواہوں کے جائز نہیں' جیسے فرمان الٰہی ہے' ہاں مجبوری ہو تو اور بات ہے۔

...ذَٰلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ...

یہی ہے وہ جس کی نصیحت اسے کی جاتی ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو'

فرمایا گواہ مقرر کرنے کا اور سچی شہادت دینے کا حکم انہیں ہو رہا ہے جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہوں' اللہ کی شریعت کے پابند اور عذاب آخرت سے ڈرنے والے ہوں۔

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

رجعت پر گواہ رکھنا واجب ہے۔ جس طرح ان کے نزدیک ابتدائے نکاح پر گواہ رکھنا واجب ہے۔

کوآپ سے ایک دوسرا قول بھی مروی ہے ایک اور جماعت کا بھی یہی قول ہے۔

اس مسئلہ کو ماننے والی علماء کرام کی جماعت یہ بھی کہتی ہے کہ رجعت بغیر زبانی کہے ثابت نہیں ہوتی کیونکہ گواہ رکھنا ضروری ہے اور جب تک زبان سے نہ کہے گواہ کیسے مقرر کئے جائیں گے۔

...وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا (٢)

اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اسکے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے۔

وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ...

اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جسکا اسے گمان بھی نہ ہو'

ارشاد ہوتا ہے کہ جو شخص احکام الٰہی بجالائے اسکی حرام کردہ چیزوں سے پرہیز کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے مخلصی پیدا کرتا ہے اور ایسی جگہ سے اس طرح رزق پہنچاتا ہے کہ اسکے خواب وخیال میں بھی نہ ہو۔

مند احمد میں ہے حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میرے سامنے رسول اللہؐ نے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا اے ابوذر! اگر تمام لوگ صرف اسے ہی لے لیں تو کافی ہے۔

پھر آپؐ نے بار بار اسکی تلاوت شروع کی یہاں تک کہ مجھے اونگھ آنے لگی۔

پھر آپؐ نے فرمایا ابوذر! تم کیا کرو گے جب تمہیں مدینہ سے نکال دیا جائے گا؟ جواب دیا کہ میں اور کشادگی اور رحمت کی طرف چلا جاؤں گا یعنی مکہ کو' وہیں کا کبوتر بن کر رہ جاؤں گا۔

آپؐ نے فرمایا پھر کیا کرو گے اگر تمہیں وہاں سے بھی نکالا جائے؟ میں نے کہا شام کی پاک زمین میں چلا جاؤں گا۔

فرمایا جب شام سے نکالا جائے گا تو کیا کرے گا؟ میں نے کہا حضور اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ پیغمبر بنا کر بھیجا ہے پھر تو اپنی تلوار کندھے پر رکھ کر مقابلہ پر اتر آؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں تجھے اس سے بہتر ترکیب بتلاؤں؟ میں نے کہاں ہاں حضور ضرور ارشاد ہو۔ فرمایا:

سنتا رہ اور مانتا رہ اگرچہ حبشی غلام ہو۔

ابن ابی حاتم میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

قرآن میں بہت ہی جامع آیت ہے

اور سب سے زیادہ کشادگی کا وعدہ اس آیت میں ہے۔

مسند میں فرمان رسولؐ ہے کہ جو شخص بکثرت استغفار کرتا رہے اللہ تعالیٰ اسے ہر غم سے نجات اور ہر تنگی سے فراخی دے گا اور ایسی جگہ سے رزق پہنچائے گا جہاں کا اسے خیال وگمان تک نہ ہو۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں' اے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کی کرب و بے چینی سے نجات دے گا۔

ربیعؒ فرماتے ہیں لوگوں پر جو کام بھاری ہو اس پر آسان ہو جائے گا۔

حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو اللہ کے حکم کے مطابق طلاق دے گا اللہ اسے نکاسی اور نجات دے گا۔

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ وہ جانتا ہے اللہ اگر چاہے دے اگر نہ چاہے نہ دے۔

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں تمام امور کے شبہ سے اور موت کی تکلیف سے بچا لے گا اور روزی ایسی جگہ سے دے گا جہاں کا گمان بھی نہ ہو۔

حضرت سدیؒ فرماتے ہیں یہاں اللہ سے ڈرنے کے معنی ہیں کہ سنت کے مطابق طلاق دے اور سنت کے مطابق رجوع کرے۔

آپ فرماتے ہیں حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ کے صاحبزادے کو کفار گرفتار کر کے لے گئے اور انہیں جیل خانے میں ڈال دیا انکے والد حضورؐ کے پاس آتے اور اپنے بیٹے کی حالت اور حاجت مصیبت اور تکلیف بیان کرتے رہتے۔ آپؐ انہیں صبر کی تلقین کرتے اور فرماتے عنقریب اللہ تعالیٰ ان کے لیے چھٹکارے کی سبیل بنا دے گا۔ تھوڑے دن گزرے ہوں گے جو انکے بیٹے دشمنوں میں سے نکل بھاگے راستے میں دشمنوں کی بکریوں کا ریوڑ مل گیا جسے اپنے ساتھ ہنکا لائے اور بکریاں لیے ہوئے اپنے والد کی خدمت میں جا پہنچے پس یہ آیت اتری کہ متقی بندوں کو اللہ تعالیٰ نجات دے دیتا ہے اور اسکا گمان بھی نہ ہو وہاں سے اسے روزی پہنچاتا ہے۔

مسند احمد میں ہے رسول اللہؐ فرماتے ہیں:

گناہ کی وجہ سے انسان اپنی روزی سے محروم ہو جاتا ہے۔ تقدیر کو لوٹانے والی چیز صرف دعا ہے عمر میں زیادتی کرنے والی چیز صرف نیکی اور خوش سلوکی ہے۔

سیرت ابن اسحاق میں ہے کہ حضرت عوف اشجعیؓ کے لڑکے حضرت سالمؓ جب کافروں کی قید میں تھے تو حضورؐ نے فرمایا ان سے کہلوا دو کہ بکثرت **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** پڑھتا رہے۔

ایک دن اچانک بیٹھے بیٹھے انکی قید کھل گئی اور یہ وہاں سے نکل بھاگے ان لوگوں کی ایک اونٹنی ہاتھ لگ گئی جس پر سوار ہو لیے راستے میں ان کے اونٹوں کے ریوڑ ملے انہیں اپنے ساتھ ہنکا لائے وہ لوگ پیچھے دوڑے لیکن یہ کسی کے ہاتھ نہ لگے سیدھے اپنے گھر آئے اور دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی باپ نے آواز سن کر فرمایا اللہ کی قسم یہ تو سالم ہے۔ ماں نے کہا ہائے وہ کہاں وہ تو قید و بند کی مصیبتیں جھیل رہا ہوگا۔

اب دونوں ماں باپ اور خادم دروازے کی طرف دوڑے کھولا دیکھا تو انکے لڑکے سالمؓ ہیں اور تمام انگنائی اونٹوں سے بھری پڑی ہے۔ پوچھا یہ اونٹ کیسے ہیں؟ انہوں نے واقع بیان کیا تو فرمایا اچھا ٹھہرو میں حضورؐ سے انکی بابت مسئلہ دریافت کر آؤں۔

حضرتؐ نے فرمایا وہ سب تمہارا مال ہے جو چاہو کرو اور یہ آیت اتری کہ اللہ سے ڈرنے والوں کی مشکل اللہ آسان کرتا ہے اور بے گمان روزی پہنچاتا ہے۔

...وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ...

اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا'

ابن ابی حاتم کی حدیث میں ہے جو شخص ہر طرف سے کھینچ کر اللہ کا ہو جائے اللہ اسکی ہر مشکل میں اسے کفالت کرتا ہے اور بے گمان روزیاں دیتا ہے اور جو اللہ سے ہٹ کر دنیا ہی کا ہو جائے اللہ بھی اسے اسی کی طرف سونپ دیتا ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عباس حضورؐ کے ساتھ آپ کی سواری پر آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جو آپؐ نے فرمایا:

يَا غُلَامُ إِنِّي مُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ:

بچے میں تمہیں چند باتیں سکھاتا ہوں سنو:

احْفَظِ اللهَ يَحْفَظْكَ،

تم اللہ کی یاد رکھو وہ تمہیں یاد رکھے گا'

احْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ،

اللہ کے حکم کی حفاظت کرو تو اللہ کو اپنے پاس بلکہ اپنے سامنے پاؤ گے'

وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللهَ،

جب کچھ مانگنا ہو اللہ ہی سے مانگو'

وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ،

وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ،

وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ،

رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ

جب مدد طلب کرنی ہو اسی سے مدد چاہو کہ امت مل کر تمہیں نفع پہنچانا چاہے اور اللہ کو منظور نہ ہو تو ذرا سا بھی نفع نہیں پہنچا سکتی اور اس طرح سارے کے سارے جمع ہو کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو بھی نہیں پہنچا سکتے' اگر تقدیر میں نہ لکھا ہو' قلمیں اٹھ چکیں اور صحیفے خشک ہو گئے۔

ترمذی میں بھی یہ حدیث ہے' امام ترمذیؒ اسے حسن صحیح کہتے ہیں۔

مسند احمد کی اور حدیث میں ہے:

جسے کوئی حاجت ہو اور وہ لوگوں کی طرف لے جائے تو بہت ممکن ہے کہ وہ سختی میں پڑ جائے اور کام مشکل ہو جائے اور جو اپنی حاجت اللہ کی طرف لے جائے اللہ تعالیٰ ضرور اسکی مراد پوری کرتا ہے یا تو جلدی اس دنیا میں ہی یا دیر کے بعد کی موت کے بعد۔

...إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ...

اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا'

...قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (٣)

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی قضا اور احکام کو جس طرح اور جیسے چاہے اپنی مخلوق میں پورا کرنے والا اور اچھی طرح جاری کرنے والا ہے ہر چیز کا اس نے اندازہ مقرر کیا ہوا ہے۔ جیسے اور جگہ ہے:

وَكُلُّ شَيْءٍ عِندَهُ بِمِقْدَارٍ (13:8)

ہر چیز اسکے پاس ایک اندازے سے ہے۔

حاملہ اور ناامید عورت کی عدت:

وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ ...

تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہو گئی ہوں اگر تمہیں شبہ ہو تو انکی عدت تین مہینے ہے اور انکی بھی جنہیں ابھی حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو'

جن بڑھیا عورتوں کے بوجہ اپنی بڑی عمر کے ایام بند ہو گئے ہوں انکی عدت یہاں بتلائی جاتی ہے کہ تین مہینے کی عدت گزاریں جیسے کہ ایام والی عورتوں کی عدت تین حیض ہے۔

اسی طرح وہ نابالغ لڑکیاں جو اس عمر کو ہیں پہنچیں کہ انہیں کپڑے آئیں انکی عدت بھی تین مہینے رکھی۔

اگر تمہیں شک ہو (ان ارتبتم) اسکی تفسیر میں دو قول ہیں:

- ایک تو یہ کہ یہ خون دیکھ لیں اور تمہیں شبہ گزرے کہ آیا حیض کا خون ہے یا استحاضہ کی بیماری کا'
- دوسرا قول یہ ہے کہ انکی عدت میں حکم میں تمہیں شک باقی رہ جائے اور تم اسے نہ پہچان سکو تو تین مہینے یاد رکھ لو۔

یہ دوسرا قول ہی زیادہ ظاہر ہے اسکی دلیل یہ روایت بھی ہے:

حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا تھا یا رسول اللہ بہت سی عورتوں کی عدت ابھی بیان نہیں ہوئی' کمسن لڑکیاں' بوڑھی بڑی عورتیں اور حمل والی عورتیں۔ اسکے جواب میں یہ آیت اتری۔

...وَأُوْلَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ...

اور حاملہ عورتوں کی عدت انکے بچے کا پیدا ہو جانا ہے۔

پھر حاملہ کی عدت بیان فرمائی کہ وضع حمل اسکی عدت ہے گو طلاق یا خاوند کی موت کے ذرا سی دیر بعد ہی ہو جائے جیسے کہ اس آیت کریمہ کے الفاظ ہیں اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے اور جمہور علماء سلف وخلف کا قول ہے۔

ہاں حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سورۂ بقرہ کی آیت اور اس آیت کو ملا کر ان کا فتویٰ ہے کہ ان دونوں میں جو زیادہ دیر میں ختم ہو وہ عدت یہ گزارے یعنی اگر چہ تین مہینے سے پہلے پیدا ہو گیا تو تین مہینے کی عدت اور تین مہینے گزر چکے اور بچہ پیدا نہیں ہوا تو بچے کے ہونے تک عدت ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوسلمہؓ سے روایت ہے:

ایک شخص حضرت ابن عباسؓ کے پاس آیا اس وقت حضرت ابوہریرہؓ بھی موجود تھے اس نے سوال کیا کہ اس عورت کے بارے میں آپ کا کیا فتویٰ ہے جسے اپنے خاوند کے انتقال کے بعد چالیسویں دن بچہ ہو جائے۔

آپ نے فرمایا دونوں عدتوں میں سے آخری عدت اسے گزارنی پڑے گی یعنی اس صورت میں تین مہینے کی عدت اس پر ہے۔

ابوسلمہؓ نے کہا قرآن میں جو ہے کہ حمل والیوں کی عدت بچہ کا ہو جانا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا میں بھی اپنے چچازاد بھائی حضرت ابوسلمہؓ کے ساتھ ہوں یعنی میرا بھی یہی فتویٰ ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے اسی وقت اپنے غلام کریب کو مائی ام سلمہؓ کے پاس بھیجا کہ جاؤ اسے یہ مسئلہ پوچھ آؤ۔ انہوں نے فرمایا: سبیعہ اسلمیہؓ کے شوہر قتل کئے گئے اور یہ اس وقت دو جیا تھیں' چالیس راتوں کے بعد بچہ ہو گیا' اسی وقت مانگا آیا اور آنحضرتؐ نے نکاح کر دیا۔ مانگا ڈالنے والوں میں سے حضرت ابوالسنابلؓ بھی تھے۔

یہ حدیث قدرے طوالت کے ساتھ اور کتابوں میں بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عتبہؒ نے حضرت عمر بن عبداللہ بن ارقم زہریؒ کو لکھا کہ وہ سبیعہ بنت حارث اسلمیہؓ کے پاس جائیں اور ان سے انکا واقعہ دریافت کر کے انہیں لکھ بھیجیں۔ یہ گئے' دریافت کیا اور لکھا کہ انکے خاوند حضرت سعد بن خولہؓ تھے یہ بدری صحابی تھے حجتہ الوداع میں فوت ہو گئے اس وقت یہ حمل سے تھیں تھوڑے ہی دن کے بعد انہیں بچہ پیدا ہو گیا۔

جب نفاس سے پاک ہوئیں تو اچھے کپڑے پہن کر تجمل کر کے بیٹھ گئیں' حضرت ابوالسنابل بن بعلکؓ جب انکے پاس آئے تو انہیں اس حالت میں دیکھ کر کہنے لگے تم جو اس طرح بیٹھی ہو تو کیا نکاح کرنا چاہتی ہو' واللہ تم نکاح نہیں کر سکتیں جب تک کہ چار مہینے دس دن نہ گزر جائیں۔ میں یہ سن کر چادر اوڑھ کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے یہ مسئلہ پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا بچہ پیدا ہوتے ہی تم عدت سے نکل گئیں۔ اب تمہیں اختیار ہے اگر تم چاہو اپنا نکاح کر لو۔ مسلم

صحیح بخاری میں اس آیت کے تحت میں اس حدیث کے وارد کرنے کے بعد یہ بھی ہے:

حضرت محمد بن سیرینؒ ایک مجلس میں تھے جہاں حضرت عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ بھی تھے جنکی تعظیم وتکریم ان کے ساتھی بہت ہی کیا کرتے تھے انہوں نے حاملہ کی عدت آخری دو عدتوں میں کی میعاد بتلائی اس پر میں نے حضرت سبیعہؓ والی حدیث بیان کی اس پر میرے بعض ساتھی مجھے ٹہوکے لگانے لگے۔ میں نے کہا پھر تو میں نے بڑی جرأت کی اگر عبداللہ پر میں نے بہتان باندھا حالانکہ وہ کوفہ کے کونے میں زندہ موجود ہیں۔ پس وہ ذرا شرما گئے اور کہنے لگے لیکن انکے چچا تو یہ نہیں کہتے۔

میں حضرت ابوعطیہ مالک بن عامر سے ملا۔ انہوں نے مجھ حضرت سبیعہؓ والی حدیث پوری سنائی میں نے کہا تم نے اس بابت حضرت عبداللہ سے بھی کچھ سنا ہے۔ فرمایا ہم حضرت عبداللہ کے پاس تھے آپ نے فرمایا کیا تم اس پر سختی کرتے ہو اور رخصت نہیں دیتے؟ سورۂ نساء سورہ طلاق کے بعد اتری ہے اور اس میں فرمان ہے کہ حاملہ عورت کی مدت وضع حمل ہے۔

ابن جریر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جو ملاعنہ کرنا چاہے میں اس سے ملاعنہ کرنے کو تیار ہوں یعنی میرے فتوے کے خلاف جسکا فتوی ہو میں تیار ہوں کہ وہ میرے مقابلے میں آئے اور جھوٹے پر اللہ کی لعنت کرے۔

میرا فتوی یہ ہے کہ حمل والی کی عدت بچے کا پیدا ہو جانا ہے پہلے عام حکم تھا کہ جن عورتوں کے خاوند مر جائیں وہ چار مہینے دس دن عدت گزاریں اسکے بعد یہ آیت نازل ہوئی کہ حمل والیوں کی عدت بچے کا پیدا ہو جانا ہے پس یہ عورتیں ان عورتوں میں سے مخصوص ہو گئیں۔ اب مسئلہ یہی ہے کہ جس عورت کا خاوند انتقال کر جائے اور وہ دو جیا ہو تو جب حمل سے فارغ ہو جائے عدت سے نکل گئی۔

ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے یہ اس وقت فرمایا تھا جب انہیں معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کا فتوی یہ ہے کہ اس کی عدت ان دونوں عدتوں میں سے جو آخری ہو وہ ہے۔

...وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا (٤)

اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اللہ اسکے ہر کام میں آسانی کر دے گا۔

ذَلِكَ أَمْرُ اللَّهِ أَنزَلَهُ إِلَيْكُمْ ...

یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔

...وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا (٥)

اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اسکے گناہ دور کر دے گا اور اسے بڑا بھاری اجر دے گا۔

فرمایا اللہ تعالیٰ متقیوں کے لئے ہر مشکل سے آسانی اور ہر تکلیف سے راحت عنایت فرما دیتا ہے یہ اللہ کے احکام اور اسکی پاک شریعت ہے جو اپنے رسول کے واسطے سے تمہاری طرف اتار رہا ہے۔ اللہ سے ڈرنے والوں کو اور چیزوں کے ڈر سے اللہ تعالیٰ بچا لیتا ہے اور انکے تھوڑے عمل پر بڑا اجر دیتا ہے۔

عورتوں پر خرچ کرنا:

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ...

تم اپنی طاقت کے مطابق جہاں تم رہتے ہو وہاں ان طلاق والی عورتوں کو بساؤ اور انہیں تنگ کرنے کے لیے تکلیف نہ پہنچاؤ۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ جب ان میں سے کوئی اپنی بیوی کو طلاق دے تو عدت کے گزر جانے تک اس کے رہنے سہنے کو اپنا مکان دے یہ جگہ اپنی طاقت کے مطابق ہے یہاں تک کہ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں اگر زیادہ وسعت نہ ہو تو اپنے ہی مکان کا ایک کونہ اسے دے دے۔ اسے تکلیف پہنچا کر اس قدر تنگ نہ کرو کہ وہ مکان چھوڑ کر چلی جائے یا تم سے چھوٹنے کے لیے اپنا حق مہر چھوڑ دے یا اسطرح کہ طلاق دی دیکھا کہ دو ایک روز عدت کے رہ گئے ہیں رجوع کا اعلان کر دیا پھر طلاق دے دی اور عدت کے ختم ہونے کے قریب رجعت کر لی تاکہ نہ بیچاری سہاگن رہے نہ رانڈ۔

...وَإِن كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ...

اور اگر یہ حمل سے ہوں تو جب تک بچہ پیدا ہو لے انہیں خرچ دیتے رہا کرو۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اگر طلاق والی عورت حمل سے ہو تو بچہ ہونے تک اکا نان نفقہ اسکے خاوند کے ذمہ ہے۔

اکثر علماء کا فرمان ہے کہ یہ حکم خاص ان عورتوں کے لیے بیان ہو رہا ہے جنہیں آخری طلاق دے دی گئی ہو جس سے رجوع کرنے کا حق انکے خاوندوں کو نہ رہا ہو اس لیے کہ جن سے رجوع ہو سکتا ہے انکی عدت تک کا خرچ تو خاوند کے ذمہ ہے ہی وہ حمل سے ہوں تب اور بے حمل ہوں تو بھی۔

اور حضرات علماء فرماتے ہیں یہ حکم بھی انہی عورتوں کا بیان ہو رہا ہے جن سے رجعت کا حق حاصل ہے کیونکہ اوپر بھی انہیں کا بیان تھا اسے الگ اس لیے بیان کر دیا کہ عموماً حمل کی مدت لمبی ہوتی ہے تو کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ عدت کے زمانے جتنا نفقہ تو ہمارے ذمہ ہے پھر نہیں اس لیے صاف طور پر فرما دیا کہ رجعیت والی طلاق کے وقت اگر عورت حمل سے ہو تو جب تک بچہ نہ ہو اسکا کھلانا پلانا خاوند کے ذمہ ہے۔

پھر اس میں بھی علماء کا اختلاف ہے کہ خرچ اس کے لیے حمل کے واسطے ہے یا حمل کے لیے ہے۔

امام شافعیؒ سے دونوں قول مروی ہیں۔ اور اس بناء پر بہت سے فروعی مسائل میں بھی اختلاف رونما ہوا ہے۔

...فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ ...

پھر اگر تمہارے کہنے سے وہی دودھ پلائیں تو تم انہیں ان کی اجرت دے دو اور باہم مناسب طور پر مشورہ کر لیا کرو۔

فرمایا کہ جب یہ مطلقہ عورتیں حمل سے فارغ ہو جائیں تو اگر تمہاری اولاد کو وہ دودھ پلائیں تو تمہیں انکی دودھ پلائی دینی چاہیئے۔ ہاں عورت کو اختیار ہے خواہ دودھ پلائے یا نہ پلائے لیکن اول دفعہ کا دودھ اسے ضرور پلانا چاہیئے گو پھر دودھ نہ پلائے کیونکہ عموماً بچے کی زندگی اس دودھ کے ساتھ وابستہ ہے تو اگر وہ بعد میں بھی دودھ پلاتی رہے تو ماں باپ کے درمیان جو اجرت طے ہو جائے وہ ادا کرنی چاہیئے۔

تم میں آپس میں جو کام ہوں وہ بھلائی کے ساتھ باقاعدہ دستور کے مطابق ہونے چاہیں نہ یہ اس کے نقصان کے درپے رہے نہ وہ اسے ایذا پہنچانے کی کوشش کرے جیسے سورۂ بقرہ میں فرمایا:

لاَ تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلاَ مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ (2:233)

بچے کے بارے میں نہ اسکی ماں کو ضرر پہنچایا جائے نہ اسکے باپ کو۔

...وَإِن تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَى (٦)

اور اگر تم آپس میں کشمکش کرو تو اس کے کہنے سے کوئی اور دودھ پلائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر آپس میں اختلاف بڑھ جائے مثلاً لڑکے کا باپ کم دینا چاہتا ہے جو اسکی ماں کو منظور نہیں یا ماں زائد مانگتی ہے جو باپ پر گراں ہے اور موافقت نہیں ہو سکتی دونوں کسی بات پر رضامند نہیں ہوتے تو اختیار ہے کہ کسی اور دایہ کو دے دیں ہاں جو اور دایہ کو دیا جانا منظور کیا جاتا ہے اگر اسی پر اس بچہ کی ماں رضامند ہو جائے تو زیادہ مستحق یہی ہے۔

لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ ...

کشادگی والے کو اپنی کشادگی سے خرچ کرنا چاہیے۔

...وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ...

اور جس پر اس کے رزق کی تنگی کی گئی ہو اسے چاہیے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اسے دے رکھا ہے اسی میں سے اپنی حسب حیثیت دے

...لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا...

کسی شخص کو اللہ تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی طاقت اسے دے رکھی ہے

...سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا (٧)

اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد آسانی فراغت بھی کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بچے کا باپ یا ولی جو ہو اسے چاہیئے کہ بچے پر اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے۔ تنگی والا اپنی طاقت کے مطابق دے طاقت سے بڑھ کر تکلیف اللہ کسی کو نہیں دیتا۔

تفسیر ابن جریر میں ہے کہ حضرت ابوعبیدہؓ کی بابت حضرت عمرؓ نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ موٹا کپڑا پہنتے ہیں اور ہلکی غذا کھاتے ہیں۔ آپ نے حکم دیا کہ انہیں ایک ہزار دینار بھجوادو اور جسکے ہاتھ بھجوائے ان سے کہہ دیا کہ دیکھنا وہ ان دیناروں کو لے کر کیا کرتے ہیں؟ جب یہ اشرفیاں انہیں مل گئیں تو انہوں نے باریک کپڑے پہنے اور نہایت نفیس غذائیں کھانا شروع کر دیں۔ قاصد نے واپس آ کر حضرت عمرؓ سے واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اللہ اس پر رحم کرے اس نے اس آیت پر عمل کیا کہ کشادگی والا اپنی کشادگی کے مطابق خرچ کرے اور تنگی ترشی والا اپنی حالت کے مطابق۔

مسند احمد کی حدیث اس جگہ وارد کرنے کے قابل ہے جس میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا:

اگلے زمانے میں ایک میاں بیوی تھے جو فقر و فاقہ سے اپنی زندگی گزار رہے تھے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ ایک مرتبہ یہ شخص سفر سے آیا اور سخت بھوکا تھا' بھوک کے مارے بے تاب تھا۔ آتے ہی اپنی بیوی سے پوچھا کچھ کھانے کو ہے؟ اس نے کہا ہاں آپ خوش ہو جایئے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روزی ہمارے ہاں آ پہنچی ہے اس نے کہا پھر لاؤ جو کچھ ہے دے دو میں بہت بھوکا ہوں۔ بیوی نے کہا اور ذرا دیر صبر کر لو اللہ کی رحمت سے ہمیں بہت کچھ امید ہے۔

پھر جب کچھ دیر اور ہو گئی اس نے بیتاب ہو کر کہا جو کچھ تمہارے پاس ہے دیتی کیوں نہیں؟ مجھے تو بھوک سے سخت تکلیف ہو رہی ہے۔ بیوی نے کہا اتنی جلدی کیوں کرتے ہو؟ اب تنور کھولتی ہوں۔

تھوڑی دیر گزرنے کے بعد جب بیوی نے دیکھا کہ یہ اب پھر تقاضا کرنا چاہتے ہیں تو خود بخود کہنے لگیں اب اٹھ کر تنور کو دیکھتی ہوں۔ اٹھ کر جو دیکھتی ہیں تو قدرت اللہ سے ان کے توکل کے بدلے وہ بکری کے پہلو کے گوشت سے بھرا ہوا ہے اور دیکھتی ہیں کہ گھر کی دونوں چکیاں از خود چل رہی ہیں اور برابر آٹا نکل رہا ہے۔ انہوں نے تنور میں سے سب گوشت نکال لیا اور چکیوں میں سے سارا آٹا اٹھا لیا اور جھاڑ دیں۔

حضرت ابوہریرہؓ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کا فرمان ہے:

لَوْ أَخَذَتْ مَا فِي رَحْيَيْهَا وَلَمْ تَنْفُضْهَا (لطحنتها) إلى يَوْمِ الْقِيَامَة

اگر وہ صرف آٹا لے لیتیں اور چکی نہ جھڑتیں تو قیامت تک چلتی رہتیں۔

اللہ کا حکم مانو:

وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُّكْرًا (٨)

بہت سی بستیوں والوں نے اپنے رب کے حکم اور اس کے رسولوں سے سرتابی کی ہم نے بھی ان سے سخت حساب کیا اور ان دیکھی آفت ان پر ڈال دی'

فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا (٩)

پس انہوں نے اپنے کرتوت کا وبال چکھ لیا اور ان کا انجام کار انکا خسارہ ہی ہوا۔

أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ...

ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے پس اللہ سے ڈرو اے عقلمند ایمان والو۔

جو لوگ اللہ کے امر کے خلاف کریں اس کے رسول کو نہ مانیں اسکی شریعت پر نہ چلیں انہیں ڈانٹا جا رہا ہے کہ دیکھو اگلے لوگوں میں سے بھی جو اس روش پر چلے وہ تباہ و برباد ہو گئے جنہوں نے سرتابی سرکشی اور تکبر کیا حکم الٰہی اور اتباع رسول سے بے پرواہی برتی آخر انہیں سخت حساب دینا پڑا اور اپنی بدکاری کا مزہ چکھنا پڑا انجام کار نقصان اٹھایا۔ اس وقت نادم ہونے لگے لیکن اب ندامت کس کام کی؟ پھر دنیا کے عذابوں سے ہی اگر بھلا پاک ہو جاتا جب بھی ایک بات تھی نہیں پھر انکے لیے آخرت میں بھی سخت تر عذاب اور بے پناہ مار ہے۔ اب سوچ سمجھ والو تمہیں چاہیے کہ ان جیسے نہ بنو اور انکے انجام سے عبرت حاصل کرو اے عقلمند ایماندارو اللہ نے تمہاری طرف قرآن نازل فرما دیا ہے۔

الَّذِينَ آمَنُوا قَدْ أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا (١٠)...

یقیناً اللہ نے تمہاری طرف نصیحت بھیج دی ہے۔

ذکر سے مراد قرآن ہے جیسے اور جگہ فرمایا:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (15:9)

ہم نے اس قرآن کو نازل فرمایا اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اور بعضوں نے کہا ذکر سے مراد یہاں رسول ہے چنانچہ ساتھ ہی فرمایا ہے رسولا تو یہ بدل اشتمال ہے چونکہ قرآن کے پہنچانے والے رسول اللہ ہی ہیں تو اس مناسبت سے آپ کو لفظ ذکر سے یاد کیا گیا۔

حضرت امام ابن جریر بھی اسی مطلب کو درست بتلاتے ہیں۔

رَّسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ...

یعنی رسول جو تمہیں اللہ کے صاف صاف احکام پڑھ کر سناتا ہے تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں وہ تاریکیوں سے روشنی کی طرف لے کر آئے۔

پھر رسول اللہ کی حالت بیان فرمائی کہ اللہ کی واضح اور روشن آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں تاکہ مسلمان اندھیروں سے نکل آئیں اور روشنیوں میں پہنچ جائیں جیسے اور جگہ فرمایا:

كِتَابٌ أَنزَلْنَـهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَـتِ إِلَى النُّورِ (14:1)

اس کتاب کو ہم نے تجھے دیا ہے تا کہ تو لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی میں لائے۔

اور جگہ ارشاد ہے:

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ ءامَنُواْ يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَـتِ إِلَى النُّورِ (2:257)

اللہ ایمان والوں کا کارساز ہے وہ انہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف لاتا ہے۔

یعنی کفر و جہالت سے ایمان و علم کی طرف چنانچہ اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نازل کردہ وحی کو نور فرمایا ہے کیونکہ اس سے ہدایت اور راہ راست حاصل ہوتی ہے۔ اور اسی کا نام روح بھی رکھا ہے کیونکہ اس سے دلوں کو زندگی ملتی ہے چنانچہ ارشاد باری ہے:

وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ رُوحاً مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنتَ تَدْرِى مَا الْكِتَـبُ وَلاَ الإِيمَـنُ وَلَـكِن جَعَلْنَـهُ نُوراً نَّهْدِى بِهِ مَن نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِى إِلَى صِرَطٍ مُّسْتَقِيمٍ (42:52)

ہم نے اسی طرح تیری طرف اپنے حکم سے روح کی وحی کی تو نہیں جانتا تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے؟ لیکن ہم نے اسے نور کر دیا جس کے ساتھ ہم اپنے جس بندے کو چاہیں ہدایت کرتے ہیں۔ یقیناً تو سچی اور صحیح راہ کی رہبری کرتا ہے۔

...وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا...

اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

...قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا (١١)

بے شک اللہ نے اسے بہترین روزی دے رکھی ہے۔

یہاں ایمانداروں اور نیک اعمال والوں کا بدلہ بہتی نہروں والی ہمیشگی کی جنت بیان ہوا ہے جسکی تفسیر بارہا گزر چکی ہے۔

سات زمین:

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ اور اپنی عظیم الشان سلطنت کا ذکر فرماتا ہے تا کہ مخلوق اس کی عظمت و عزت کا خیال کر کے اسکے فرمان کو قدر کی نگاہ سے دیکھے اور اس پر عامل بن کر اسے خوش کرے۔

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ ...

اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور اسی کی مثال زمینیں بھی۔

ارشاد فرمایا کہ ساتوں آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے جیسے حضرت نوح نے اپنی قوم سے فرمایا تھا:

أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَـوَتٍ طِبَاقاً (71:15)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ پاک نے ساتوں آسمانوں کو کس طرح اوپر تلے پیدا کیا ہے؟

اور جگہ ارشاد ہے:

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَـوَتُ السَّبْعُ وَالأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ (17:44)

ساتوں آسمان اور زمین اور ان میں جو کچھ ہے سب اس اللہ کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اسی کی مثال زمینیں ہیں جیسے کہ بخاری و مسلم کی صحیح حدیث میں ہے:

مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ مِنَ الْأَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ

جو شخص ظلم کر کے کسی کی ایک بالشت بھر زمین لے گا اسے ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔

صحیح بخاری میں ہے:

... خُسِفَ بِهِ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ

اسے ساتویں زمین تک دھنسا دیا جائے گا۔

میں نے اسکی تمام سندیں اور کل الفاظ شروع ابتدا اور انتہا میں زمین کی پیدائش کے ذکر میں بیان کر دیئے ہیں فالحمد اللہ۔

جن بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس سے مراد ہفت اقلیم ہے انہوں نے بے فائدہ دوڑ بھاگ کی ہے اور اختلاف بے جا میں پھنس گئے ہیں اور بلا دلیل قرآن و حدیث کا صریح خلاف کیا ہے۔ سورہ حدید میں آیت هو الاول و الآخر کی تفسیر میں ساتوں زمینوں کا اور انکے درمیان کی دوری کا اور انکی موٹائی کا جو پانچ سو سال کی ہے پورا بیان ہو چکا ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ بھی یہی فرماتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں بھی ہے ساتوں آسمان اور جو کچھ ان میں اور انکے درمیان ہے اور ساتوں زمینیں اور جو کچھ ان میں اور ان کے درمیان ہے کرسی کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے کسی لمبے چوڑے بہت چٹیل میدان میں ایک چھلا پڑا ہو۔

ابن جریر میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اگر میں اسکی تفسیر تمہارے سامنے بیان کروں تو اسے نہ مانو گے اور نہ ماننا جھوٹا جاننا ہے۔

اور روایت میں ہے کہ کسی شخص نے اس آیت کا مطلب پوچھا تھا اس پر آپؐ نے فرمایا تھا کہ میں کیسے باور کرلوں کہ جو میں تجھے بتلاؤں گا تو اسکا انکار نہ کرے گا۔

...يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ...

اسکا حکم ان کے درمیان اترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

...وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا (١٢)

اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو بہ اعتبار علم گھیر رکھا ہے۔

© Copy Rights:
Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana
Lahore, Pakistan
www.quran4u.com